شارب ردولوی : ڈرامے اور مرثیے کے مشترکہ عناصر کی جستجو

کلیدی الفاظ: شارب ردولوی#ڈرامے#مرثیے#مشترکہ عناصر# جستجو

نشاں زیدی

Abstract: Language has the power to honor, revere, mourn, and even heal. In poetry, these emotions are often expressed in poetic form.

The history of Urdu language elegies and plays is rich and varied, in Urdu language and literature the elegiac is a poem that depicts death or loss. Traditionally, it includes themes of mourning and reflection of loss. However, it can also explore themes of redemption and solace, so the relation of dramatic elements in Marathi Nineteen is close to that of Choli Daman.

Drama and Elegy This refers to poetic verse, expressed in beautiful rhymed form, that addresses themes such as loss, death, love and war. When the Romans conquered Greek lands, they often adopted Greek artistic traditions, and beautiful poetry was no exception. Roman elegies, written in all languages of the world, focused on similar themes as Greek mythology.

The beautiful poems were particularly revived

during the Renaissance and eventually found their way into the canon of Urdu literature. Urdu poets have mentioned their legends in poetry and prose with more emphasis on death and the loss of a loved one.

In the light of the reading of this article, it can be said that Professor Sharab Radulvi has studied Marathi Anis very seriously and has explored the dramatic elements in it with an intellectual and scholarly style and he has chosen such stanzas of the Marathi that Me Anis has depicted the emotions, movements and movements of various characters. Prof. Sharab Radulvi explores this realm beyond the reach of the eye by providing examples of dramatic elements from the Marathi of Nineteen. The mind-body needed for this quest is certainly bestowed upon Professor Sharab Radulvi by nature; otherwise he would have failed in his search for new islands in criticism.

....

اردو غزل کو جس طرح میر و غالب پر ناز ہے، اردو نظم کو اقبال پر فخر، اردو قصیدہ کو سودا اور ذوق پر رشک ہے، مثنوی کا وجود میر حسن اور دیاشنکر نسیم کے بغیر نامکمل ہے، اسی طرح مرثیہ کی تاریخ انیس و دبیر کے بغیر تشنہ ہے۔ مرثیہ کا ذکر چلے انیس کا نام نہ آئے، یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ انیس اور مرثیہ لازم و ملزوم ہیں۔ مرثیہ نے انیس کو ایک انفرادی شناخت عطا کی تو انیس نے مرثیہ کو ایک نیا رنگ و آہنگ دیا۔ مرثیہ کی ہیئت کو رزم نگاری کا جامہ پہنا دیا۔ میر انیس سے قبل مرثیہ میں ادبی رنگ و آہنگ برائے نام تھا اور نہ ہی کسی ربط و ترتیب کا خیال رکھا جاتا تھا لیکن میر انیس نے مرثیہ کی ساخت

کے تعین میں اہم کردار عطا کیا۔

مرثیہ عربی زبان کے لفظ 'رثا' سے بنا ہے جس کے معنی کسی عظیم حادثہ یا کسی رشتہ دار عزیز کے انتقال پر رنج وغم کا اظہار کرنا ہے۔ اردو ادب میں مرثیہ کا اطلاق امام حسینؑ اور شہدائے کربلا کی دردناک شہادت کے واقعات پر ہوتا ہے۔ مرثیہ کا سلسلہ کائنات سے جڑا ہے۔ قدرت نے انسان کو پہلی خوشی کے ساتھ پہلا غم بھی ودیعت کیا تھا لیکن تاریخ بتاتی ہے کہ اس کی ابتدا اس وقت ہوئی جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور حضرت آدمؑ نے بیٹے کے غم میں چند اشعار نظم کرنے کے بعد گریہ فرمایا۔ آہستہ آہستہ یہی مرثیہ مختلف مراحل اور مقامات سے گزرتا ہوا ادبیات عربی سے وابستہ ہوا اور عرب کے شاعروں نے مرثیہ گوئی میں طبع آزمائی کی اور حضرت خنساء کی رثائی شاعری اس باب میں ایک روشن مینار قرار پائی۔ حضرت خنساء کے بارے میں شارب ردولوی لکھتے ہیں:

> ''ایک واقعہ سے یہ بات اور صاف ہو جاتی ہے کہ عرب کی خنساء نامی ایک عورت پر اس کے بھائی کے انتقال کا بہت اثر ہوا۔ وہ پاگلوں کی طرح دیوانہ وار ادھر ادھر پھرنے لگی، اور اسی طرح حج کو گئی۔ وہ طواف کرتی جاتی تھی اور سینہ پر دو ہتڑ مارتی جاتی تھی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ انھوں نے اس عورت کو دیکھا اور اس طرح گریہ وزاری پر منع کیا۔ جذبات کے اس اظہار کے رک جانے کی وجہ سے بے اختیار اس کی زبان پر چند بہت پر درد شعر آ گئے۔''

(مراثی انیس میں ڈرامائی عناصر،ص۴۲)

عرب کے بعد ایران کی سرزمین مرثیہ کا گہوارہ بنی اور پھر یہی مرثیہ زمانے کے نشیب وفراز سے گزر کر ہندوستان کی مٹی میں جذب ہوااور اس مٹی نے رثائی رنگ کو کچھ یوں تبدیل کیا کہ ہندوستان میں رثائی روایت کی جڑیں مستحکم ہوگئیں، گویا مرثیہ کو ہندوستان سے ایک نئی شناخت ملی۔

اردو میں مرثیہ کے ساتھ بڑی ٹریجڈی یہ رہی کہ اس کو مذہبی شاعری اور عقیدت کا ذریعہ تصور کر کے زیادہ مطالعہ نہیں کیا گیا۔لیکن حالی نے 'مقدمہ شعروشاعری' میں، امداد اثر نے 'کاشف الحقائق' میں اور مولانا شبلی نے 'موازنہ انیس و دبیر' لکھ کر میر انیس کو مرثیہ نگاری کا بادشاہ تسلیم کیا۔اس کے علاوہ مختلف ناقدین، محققین نے میر انیس کی شاعری کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ اسی رثائی روایت کے تنقیدی مقالات کے سلسلہ کو شارب ردولوی نے نئی راہ دکھائی اور مرثیہ کا فکری، فنی تجزیہ و تحلیل کر کے ایک ایسی جہت کی جستجو کی، جو ان سے قبل کے ناقدین کی نظر سے اوجھل تھی۔انیس سے انھیں خاص لگاؤ ہے۔انھوں نے انیس کے مرثیہ میں ڈرامائی عناصر تلاش کر کے مرثیہ کو ایک نیا تناظر اور زاویہ عطا کیا۔احتشام حسین 'مراثی انیس میں ڈرامائی عناصر' کے بارے میں لکھتے ہیں :

''ان کے پیش نظر خاص طور سے وہی نقطۂ نظر رہا ہے جو ارسطو نے المیہ کے متعلق قائم کیا تھا۔ یہاں انھوں نے دیدہ وری اور سوجھ بوجھ سے کام لے کر مطابقت کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کرنے کے لیے مراثی انیس سے بہت مناسب مثالیں تلاش کی ہیں۔''

(مراثی انیس میں ڈرامائی عناصر،ص:۷)

مرثیہ اور ڈرامہ کے مابین اشتراکات اور مماثلتوں کی تلاش شارب ردولوی کا ہی طرۂ امتیاز ہے۔ مرثیہ میں محاکات یا فضا بندی کے عناصر کی جستجو اور میر انیس کے امتیازات اور انفرادات کے حوالے سے شارب ردولوی نے بہت ہی عالمانہ گفتگو کی ہے اور دونوں اصناف کے مابین ایک نقطۂ افق کو دریافت کیا ہے۔ کچھ اس طرح کہ دونوں اپنی فنی حدود میں رہتے ہوئے ایک دوسرے سے مربوط بھی ہیں اور منفصل بھی۔ انیس نے ڈرامہ کے فنی عناصر سے فیض اٹھایا ہے۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے شارب ردولوی رقم طراز ہیں :

''میر انیس کے مرثیے بظاہر ڈراموں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ مرثیہ محرم میں اور اس کے بعد امام حسین علیہ السلام کے غم میں منعقد ہونے والی مجالس میں پڑھنے کے لیے لکھے گئے تھے۔ ان میں واقعات کربلا، وہاں کے مناظر، کچھ تاریخی واقعات، اہل بیت کے اوصاف اور ان کی تعریف نظم کی گئی ہے جس میں خالص مذہبی عقیدت کا جوش کارفرما ہے، لیکن جس طرح میر انیس نے روایتی مرثیہ نگاری سے ہٹ کر مرثیے لکھے اور اس میں بہت سی چیزوں کا اضافہ کیا، اسی طرح تفصیلی مطالعہ سے ان مراثی میں ڈرامائی عناصر بھی پوری طرح کارفرما نظر آتے ہیں۔ اس زمانے میں جب کہ مرثیہ صرف رونے رلانے کا

سامان بہم پہنچانے اور بخشش کرانے ہی کا
وسیلہ نہیں رہا بلکہ اس نے ایک علمی اور
ادبی اہمیت بھی حاصل کر لی ہے جس کو
سبھی ناقدان ادب اور مرتبین تاریخ
ادب نے تسلیم کیا ہے۔ میرے خیال
میں اس پہلو سے میر انیس کے مرثیوں کا
مطالعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔'' (مراثی
انیس میں ڈرامائی عناصر، ص:۱۰)

شارب ردولوی نے مرثیہ اور ڈرامہ کے خصائص اور مشترکہ عناصر پر مدلل بحث کی ہے۔ مثلاً مرثیہ میں واقعات کی ترتیب اور ربط، کردار، مرثیہ میں تصادم، کشمکش اور عمل۔ ڈرامے کے عناصر ترکیبی پر بھی روشنی ڈالی ہے اور یہ بتایا ہے کہ ڈرامے کے تشکیلی عناصر پر میر انیس کی گہری نظر ہے۔ تبھی تو ان کے مراثی میں ڈرامائی عناصر کا وفور ہے۔ وہ بہترین ڈرامے کے عناصر پر لکھتے ہیں :

''ایک بہترین ڈرامے کے لیے
قصہ میں مکالمہ تصادم (conflict)،
کشمکش (Suspence) اور حدتیں
(Unities) کا ہونا بھی لازمی ہے۔''
(ایضاً، ص۳۹۱)

اسی طرح مرثیہ کے اجزائے ترکیبی چہرا، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین وغیرہ پر روشنی ڈالنے کے بعد میر انیس کے بارے میں لکھتے ہیں :

''مرثیہ کی اس ظاہری ہیئت کو میر
انیس نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔''
(مراثی انیس میں ڈرامائی عناصر، ص۲۳)

شارب ردولوی نے ان عناصر کو نمایاں کرنے کے لیے مراثی انیس سے بڑی جامع اشعار مثال کے طور پر پیش کیے ہیں۔ کردار نگاری میں انھوں نے خیر وشر کی کشمکش کو نمایاں کرنے کے لیے حر کا کردار اخذ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

''ڈرامے میں سب سے بہتر کردار
وہی ہوتا ہے جس میں خیر وشر کی کشمکش ہو،
کردار کی یہ کشمکش دیکھنے والوں کو اپنی
طرف کھینچتی ہے۔ مرثیے کے تمام
کرداروں میں صرف حضرت حر کا کردار
ایسا ہے جس میں خیر وشر کی کشمکش پائی
جاتی ہے۔''(مراثی انیس میں ڈرامائی
عناصر،ص۵۴)

اس کے علاوہ انھوں نے مراثی انیس کے کرداروں کی اس باہمی گفتگو کے اشعار کو پیش کیا ہے جو ڈرامے کے کرداروں سے مماثلت رکھتے ہیں۔ مراثی انیس کے اسی امتیازی رنگ کی طرف شارب ردولوی اس طرح اشارہ کرتے ہیں :

''انیس کے پیش کیے ہوئے افراد
کتنے ہی مذہبی یا تاریخی کیوں نہ ہوں
ایک ڈرامے کے کردار کی طرح چلتے
پھرتے اور بولتے نظر آتے ہیں۔''
(مراثی انیس میں ڈرامائی عناصر،ص۱۵)

ساتھ ہی وہ انیس کے مرثیے سے بڑی خوبصورت مثالیں پیش کرتے ہیں۔

یہ سن کے خادموں کو پکارا وہ مہ جبیں
فراش آ کے جلد مصفا کریں زمیں
حاضر ہوں آب پاش محل دیر کا نہیں

یوں ہوگا خیمۂ حرم بادشاہ دیں
جلد ان کو بھیجو لوگ جو ہیں کاروبار کے
لے آؤ اشتروں سے قناتیں اتار کے

شارب ردولوی نے مرثیہ اور ڈرامہ کی مماثلت کو اجاگر تو بڑے سلیقے سے کیا ہے۔ وہیں ڈرامہ اور مرثیہ کے فرق کو بھی پیش کیا ہے۔

''ڈرامے کے کردار اور مرثیے کے کردار میں ایک بہت بڑا فرق آ پڑتا ہے، ڈرامہ نگار ڈرامے میں سماج کی خوبیاں اور خامیاں کسی ایک واقعہ یا قصہ کو لے کر پیش کرتا ہے۔ مرثیہ نگار مذہبی عقائد اور روایات کے تحت ایک تاریخی واقعہ اور تاریخی کردار کو بہتر سے بہتر اور مخالف کردار کو بد سے بدتر پیش کرتا ہے۔ اس کو انھیں مخصوص کرداروں کو پیش کرنا ہے۔ خواہ وہ زندگی میں ایک مرثیہ کہے یا ایک ہزار، کردار نہیں بدل سکتے، وہ اپنے انداز بیان کو بدل بدل کر سامعین کی دلچسپی قائم رکھتا ہے۔''

(مراثی انیس میں ڈرامائی عناصر، ص ۳۴)

شارب ردولوی نے میر انیس کے مراثی کا بغور مطالعہ کر کے ہر کردار سے متعلق بند کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔ مرد کرداروں میں جہاں انھوں نے حضرت حر، امام حسینؑ، حضرت عباسؑ، حضرت علی اکبر، حضرت قاسم اور عون ومحمد وغیرہ کی بہادری کو پیش کیا ہے وہیں خواتین کے کرداروں میں ڈرامائی عناصر سے متعلق اشعار کا

مناسب طریقہ سے تعین کیا ہے۔ یوں تو مراثی انیس میں خواتین کے صبر و تحمل اور بہادری سے متعلق سیکڑوں اشعار ہیں لیکن شارب ردولوی نے صرف وہی اشعار منتخب کیے ہیں جو ان کے موضوع کی کسوٹی پر کھرے اترتے ہیں۔ وہ میر انیس کے مراثی کے خواتین کرداروں سے متعلق لکھتے ہیں :

''یوں تو واقعۂ کربلا کا ہر کردار ڈرامائیت لیے ہوئے ہے لیکن حضرت زینب کا کردار پورے کا پورا ایک بہترین ڈرامائی کردار ہے۔ اس سے ایک بات اور واضح ہوتی ہے کہ میر انیس عورتوں کی نفسیات سے کس حد تک واقف تھے کہ انھوں نے عورتوں کا کردار پیش کرنے میں بھی کسی بات کی کمی کا شبہ نہیں پیدا ہونے دیا۔''

(مراثی انیس میں ڈرامائی عناصر، ص ۴۷)

حضرت زینب واقعۂ کربلا کی ایسی عظیم خاتون کردار ہیں جس کا امام حسینؓ خود بھی بڑا احترام کرتے تھے۔ ان کے اندر ایثار و قربانی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ وہ مدینہ سے اپنے بچوں کو امام حسینؓ پر فدا کرنے کے لیے لائی تھیں اور انھوں نے اپنے بیٹوں کو حضرت علی اکبرؓ سے قبل میدان جنگ میں بھیجا اور جب مقتل سے خیمہ میں عون و محمد کی خون میں لتھ پتھ لاشیں لائی گئیں تب بھی انھوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنے دیا۔ میر انیس نے اس کیفیت کو بیان کرنے میں ڈرامائی عناصر سے استفادہ کیا ہے۔ اس کی مثال میں شارب ردولوی یہ بند پیش کرتے ہیں :

بیٹھی تھیں ایک کونے میں زینب جو ننگے سر
واں جاں کے بولیں بانوئے ناشاد نوحہ گر

پرسے کو لوگ جمع ہیں چلئے ذرا ادھر
فرمایا میں نہ جاؤں گی بچوں کی لاش پر
آنچ آتما کی دل کو جلائے تو کیا کروں
گر فرق میرے صبر میں آئے تو کیا
کروں

اسی طرح حضرت زینب کے ساتھ جناب سکینہ، حضرت کبرا کے بیان کو بھی رقم کیا۔شارب ردولوی نے جہاں امام حسینؑ اوران کے ساتھیوں سے متعلق مرثیہ کے بند پیش کیے ہیں وہ بند بھی مثال کے طور پر رقم کیے ہیں، جن میں انیس نے فوج یزید کے سپاہیوں کا ذکر کیا ہے اور ایسے بند بھی ہیں جن میں دونوں طرف کی فوجوں کا منظر سامنے آتا ہے۔ یہ بند ملاحظہ ہو :

زاری تھی التجا تھی مناجات تھی ادھر
واں صف کشی و ظلم و تعدو شعور سر
کہتا تھا ابن سعد یہ جا جا کے نہر پر
گھاٹوں سے ہوشیار ترائی سے باخبر
دو روز سے ہے تشنہ دہانی حسین کو
ہاں مرتے دم بھی دیجو نہ پانی حسین کو

اسی طرح ارزق کے کردار کو پیش کرنے کے لیے اس مصرعے کو پیش کیا ہے جس میں انیس نے ارزق کو دیو سے مشابہ بتایا ہے :

نکلا پرے سے دیو چنگھاڑتا ہوا

ارزق کے کردار سے متعلق ڈرامائی عنصر کو پیش کرنے کے لیے انیس کے مراثی سے اس سے بہتر اشعار بہت سے موجود ہیں لیکن شارب ردولوی نے میر انیس کے مرثیے سے بہت مناسب مثالیں تلاش کی ہیں۔ شارب ردولوی نے تصادم، کشمکش

اور عمل کے ضمن میں بڑی جامع مثالیں مرثیہ سے اخذ کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :

”تصادم جو کہ واقعات کے اندر
بڑھتا جاتا ہے اور جس کے سبب ظاہری
تصادم ظہور میں آتا ہے، یہ عنصر خالص
ڈرامے کا ہے لیکن مثال سے یہ ظاہر ہوتا
ہے کہ میر انیس نے اسی کو مرثیہ میں کس
طرح جگہ دی ہے کہ یہ بھی مرثیے کا ایک
خاص جز بن کر رہ گیا۔“

شارب ردولوی نے بڑی سنجیدگی سے مراثی انیس کا مطالعہ کیا اور دانشورانہ و عالمانہ اسلوب کے ساتھ اس میں ڈرامائی عناصر کو تلاش کیا اور مرثیے کے ایسے بند کا انتخاب کیا جس میں انیس نے مختلف کرداروں کے جذبات، حرکات و سکنات کی تصویر کشی کی ہے۔ شارب ردولوی نے انیس کے مراثی سے ڈرامائی عناصر کی مثالیں پیش کر کے اس درمکنون کو تلاش لیا ہے جو نگاہوں کی رسائی سے باہر ہے۔ اس جستجو کے لیے جس ذہن رسا کی ضرورت تھی وہ یقینی طور پر شارب ردولوی کو قدرت نے ودیعت کیا ہے ورنہ وہ تنقید کے باب میں نئے جزیروں کی جستجو میں ناکام رہتے۔

ماخذ:

مراثی انیس میں ڈرامائی عناصر۔ شارب ردولوی

****